

قرضه

الدكتور محمد احمد الصديقي

استاذ اللغة العربية والفارسية بجامعة اله آباد

ترجمه

مولانا محمد اسحاق "رونق"

ناظر التعليمات العربية بالمدرسة السبحانية باله آباد

الناشران

محمد سراج الآفاق الصديقي

محمد شمس الآفاق الصديقي

قال الدكتور محمد أحمد الصمدي يرثي ابنته الصغيرة

سراج فطومة

عَيْنَيَّ جُودَا وَابْكِيَا   عَلَى سِرَاجِ الْمَاضِيَه
يَبْكِي الْعُيُونَ مُقْلَتِي   لِأَنَّهَا لَنَائِيَه
وَلَنْ تَعُودَ عِنْدَنَا   وَلَنْ أَرَاهَا ثَانِيَه
وَلَنْ أَبُوسَ رَاسَهَا   فِي ذِي الْحَيٰوةِ الْفَانِيَه
اِنْشَقَّ قَلْبِي قِطْعَةً   لِي إِذْ نَعَتْهَا النَّاعِيَه
وَأُمُّهَا تَنْحِيبَةٌ   كَئِيبَةٌ وَبَاكِيَه
قَدْ شَقَّقَتْ جُيُوبَهَا   وَفَجَّعَتْ مُوَاسِيَه
وَحَوْلَهَا صَوَاحِبٌ   لِكُلِّهِنَّ وَاعِيَه
مَعَ الْهُبُولِ دَائِمًا   دُمُوعُهُنَّ جَارِيَه

مترجمہ مولانا محمد اسحاق رونق

ڈاکٹر محمد احمد صدیقی نے اپنی چھوٹی لڑکی (دو سالہ) سراج فاطمہ کا مرثیہ کہا

گرہم کو بہا اشک لے دیدۂ تر ۔۔۔ سراج فروزاں کی خاموشیوں پر
رُلا چشم تر سب کو پیہم رُلا تو ۔۔۔ جدائی میں اسکی قیامت اُٹھا تو
ضیا بخش ہوگی نہ ہرگز یہاں وہ ۔۔۔ دوبارہ نظر آئے گی اب کہاں وہ
نہیں چوم سکتا کبھی میں سر اسکا ۔۔۔ یہ اس زندگی میں میسر نہ ہوگا
ہوئے ٹکڑے سو میرے قلب حزیں کے ۔۔۔ خبر دی جو مرنے کی اُس مہ جبیں کے
بسر کرتی ہے اُسکی اب اس طرح ماں ۔۔۔ شب و روز مضطر شب و روز گریاں
گریباں کئے چاک فرط الم میں ۔۔۔ کیا مبتلا غمگساروں کو غم میں
قریب اُسکے یہ عورتیں جس قدر ہیں ۔۔۔ سبھی نوحہ خواں ہیں سبھی نوحہ گر ہیں
سبھی اُسکے ہمراہ ماتم کناں ہیں ۔۔۔ لگاتار آنکھوں سے آنسو رواں ہیں

نِيرَانُ حُزْنٍ أُضْرِمَتْ   بِقَلْبِهَا مِنْ نَاحِيَهْ

تَبْكِي عَلَيْكِ شَجِيَّةً   وَتَسْهَرُ اللَّيَالِيَهْ

إِنَّ الأَنِينَ وَالرَّنِينْ   وَالْحَنِينَ كَاوِيَهْ

فِي قَلْبِهَا لَزَفْرَةٌ   رَائِحَةً وَغَادِيَهْ

فِي كُلِّ لَيْلٍ لَا يَلِي   لَا بَاكِيَهْ إِلَّا هِيَهْ

مِنَ الكُرُوبِ دَائِمًا   فَإِنَّهَا لَذَاكِيَهْ

كَأَنَّهُ تَمَكَّنَتْ   بِقَلْبِهَا الزَّبَانِيَهْ

وَهَلْ عَلِمْتَ مَا هِيَهْ   فِي الْقَلْبِ نَارٌ حَامِيَهْ

يَا مَوْتُ مَا أَجْفَاكَ   مِنْ مُعَانٍ جَفَانِيَهْ

مُذْ غِبْتِ عَنِّي يَا ابْنَتِي   شُؤُونُ عَيْنِي جَارِيَهْ

قَدْ عِيلَ صَبْرِي يَا ابْنَتِي   فَهَلْ لَنَا مُوَاسِيَهْ

وَيْلِي عَلَيْكِ وَيْلَةً   وَاحَسْرَتَا يَا قَاصِيَهْ

وَمُذْ مَرِضْتِ بَغْتَةً   أَنِّي فَقَدْتُ الْعَافِيَهْ

أَنْفَقْتُ مَا حَازَتْ يَدِي   لَمْ يُغْنِ عَنِّي مَالِيَهْ

وہ ہے مشتعل آتش رنج و کلفت — نہیں پاتا اک لمحہ دل اُس کا راحت
ترے غم میں روتی ہی رہتی ہے دن بھر — بسر کرتی ہے راتیں بیدار ہو کر
یہ رونے کی آواز پر درد و مضطر — لگاتی ہے سو داغ دل پر جگر پر
ترا درد و غم دل میں آٹھوں پہر ہے — ترے غم میں بیتاب شام و سحر ہے
ہوئی رات تاریک جب اور کالی — سوا اُس کے کوئی نہیں رونے والی
مسلسل غموں سے عجب بیکلی ہے — شب و روز وہ شمع سی جل رہی ہے
شب و روز عالم ہے وہ اسکے دل کا — فرشتے مسلط ہیں دوزخ کے گویا
خبر ہے تجھے کچھ یہ کیا ماجرا ہے — کوئی شعلہ دل میں ہے جو جل رہا ہے
کوئی تجھ سا لے موت ظالم نہیں ہے — عدوے ستمگار بہتر کہیں ہے
ہوئی تو جدا جب سے لے بنت خوش رو — بہے جا رہے ہیں ان آنکھوں سے آنسو
رہا صبر کا بھی نہ باقی سہارا — کوئی ہے تسلی مجھے دینے والا
تری حسرتوں سے رہا میں نہ خالی — صد افسوس مجھ سے جدا ہونے والی
ہوا جب سے حملہ وہ تجھ پہ مرض کا — کبھی میں نے دم بھر نہ آرام پایا
کیا خرچ میں نے جو کچھ مال و زر تھا — کوئی فائدہ اس کا لیکن نہ دیکھا

لَمْ يَنْفَعِ الطَّبِيبُ إِذْ أَتَتْ عَلَيْكِ القَاضِيَهْ
عَايَنْتِنَا قَلِيلَةً مُضِيئَةً وَضَائِيَهْ
لَمَحْتِ فِينَا لَمْعَ بَرْقٍ فِي السَّحَابِ السَّارِيَهْ
أَوْ كَالشَّرَارِ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ يَا سِرَاجِيَهْ
أَوْ كَنَسِيمِ الصُّبْحِ فِي أَيَّامِ حَرٍّ حَامِيَهْ
أَوْ كَزُهَيْرَةٍ تُرَى قَبْلَ الزُّهَاءِ ذَاوِيَهْ
أَمَا ذَكَرْتِ يَا ابْنَتِي أَوْ صِرْتِ أَنْتِ نَاسِيَهْ
إِذْ جِئْتُ مِنْ كُلِّيَّتِي فَكُنْتِ أَنْتِ آتِيَهْ
إِلَى أَبِيكِ دَائِمًا بَاسِمَةً وَسَاعِيَهْ
دَافِعَةً هُمُومَهُ فَمَالَهُ مِنْ آسِيَهْ
اَلْآنَ مَنْ يَأْتِي إِلَيَّ ضَاحِكًا بِبَابِيَهْ
اَلْآنَ مَنْ يُسْخِطُنَا مُوَلِّيًا فِي زَاوِيَهْ
بَقِيَ أَخٌ فَارَقْتِنَا فَهَلْ لَنَا مِنْ بَاقِيَهْ
كَأَنَّهَا ضُنَّتْ عَلَى أَيَّامِهَا يَا نَائِيَهْ

نہ پہنچا طبیبوں سے کچھ نفع کوئی — قضا ڈھونڈھتی تیرے سر پر جو پہنچی

بسر ہم میں کی زندگی تھوڑی مدت — سراجِ منیر و منور کی صورت

رہی ہم میں کیا تو صورت برقِ مضطر — جو غائب ہوئی یا دل میں فوراً چمک کر

نظر آئی اس طرح اے ماہ پارہ — کہ شب تار میں جیسے اُڑتا ستارہ

دمِ صبح یا فصلِ گرما میں جیسے — نسیمِ سحر چلتی ہے ہلکے ہلکے

مرے پاس مثلِ شگوفہ رہی تو — مگر بن کھلے ہائے مرجھا گئی تو

تجھے یاد کچھ اب ہے اے نیک دختر — فراموش یا کر گئی تو سراسر

یونیورسٹی سے جب آتا تھا میں گھر — محبت سے آتی تھی بے چین ہو کر

ہمیشہ مرے پاس یکبارگی تو — تبسم وہ کرتی ہوئی دوڑتی تو

پریشانیوں کو مرے دور کرتی — مگر حیف اب ہے نہ غمخوار کوئی

اب آئے گی میری طرف کون اُٹھ کر — وہ پہنچے گی ہنستی ہوئی کون در پر

خفا ہوگی روٹھے گی اب کون مجھ سے — کھڑی ہوگی اب کون گوشے میں گھر کے

بھلی تو بھی بھائی کے بعد اپنے رخصت — رہا کچھ نہ باقی بجز رنج و حسرت

مصیبت پہ پھر اک مصیبت یہ آئی — کہوں تجھ سے کیا حال اے جانے والی

قَدْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أَرَاكِ لِلْهُمُومِ شَافِيَهْ
وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّنَا تَصْلَى بِنَارٍ حَامِيَهْ
لَوْ كُنْتِ فِيمَنْ بَيْنَنَا فِي رَاحَةٍ وَعَافِيَهْ
وَلَمْ يَكُنْ لِي مَا سِوَا مُوَيْهَةٍ مِن صَافِيَهْ
وَقِطْعَةٍ يَابِسَةٍ مِنْ خُبْزَةٍ وَنَاحِيَهْ
لَكَانَ خَيْرًا مِنْ حَيَاةٍ فِي الْقُصُورِ الْعَالِيَهْ
هَلْ لِي أَرَاكِ يَا ابْنَتِي لَاعِبَةً وَلَاهِيَهْ
مُفْرِحَةً فَرْحَانَةً سَاعِيَةً وَرَائِيَهْ
وَهٰهُنَا لُعَيْبَةٌ وَلَا أَرَى مُلَاهِيَهْ
وَكُنْتِ نُورَ عَيْنِنَا فَأَيْنَ أَنْتِ نَاوِيَهْ
أَنَّى حَلَلْتِ فِي الثَّرَى وَصِرْتِ فِيهِ ثَاوِيَهْ
سَاكِنَةً صَامِتَةً مَسْرُورَةً وَرَاضِيَهْ
فِي حُفْرَةِ الْحَمْرَاءِ لَسْتُ لَيْلَ الدَّاجِيَهْ
كَيْ نَشْفِكِ نَظْرَةً تَلَطُّفًا بِسَرَاجِيَهْ

سمجھتا تھا دل تجھ سے مسرور ہوگا ۔ تجھے دیکھ کر میرا غم دور ہوگا
خبر کب تھی اس کی بسر یوں کرونگا ۔ کہ میں آتش رنج و غم میں جلوں گا
اگر ہم میں تو دل کی راحت بھی ہوتی ۔ تجھے عیش کے ساتھ صحت بھی ہوتی
نہ ہوتا مرے پاس اے پیاری بیٹی ۔ بجز آب شیریں بجز آب صافی
جو ہوتا بھی تو خشک روٹی کا ٹکڑا ۔ جسے بیٹھ کر گھر کے گوشہ میں کھاتا
تو ہوتا کہیں بہتر اس زندگی سے ۔ گزرتی جو محلوں میں فرط خوشی سے
کبھی کیا نہ دیکھوں گا اے لخت دل میں ۔ تجھے شوق سے کھیل میں مشتغل میں
وہ خوش کرنا سب کو وہ خوش ہو کے ناچ میں ۔ ذرا دوڑنا پیچھے پیچھے خوشی میں
یہ گڑیا تری دیکھ رکھی ہوئی ہے ۔ مگر اس سے اب تو کہاں کھیلتی ہے
بتا مجھ کو نور نظر تو خدارا ۔ کہاں جانے کا کر رہی ہے ارادہ
پسند آیا کیوں کر یہ گوشہ لحد کا ۔ کہ منزل گزیں تو ہوئی آج تنہا
سکوت و خموشی کا تجھ پر ہے عالم ۔ مگر پھر بھی لب پر تبسم ہے ہر دم
خیال اسکا کچھ تجھ کو آتا نہیں کیا ۔ کہ چھایا ہے اس میں بلا کا اندھیرا
ذرا دیکھنے کی مجھے دے اجازت ۔ ذرا ماہ کر دے اے سراج اپنی صورت

قُلُوبُنَا كَاظِمَةٌ ذَائِبَةٌ وَدَامِيَهْ
اِبيَضَّتِ الْعُيُونُ مِنْ أَحْزَانِنَا يَا قَاصِيَهْ
وَخَيْرُ فِي عَيْشٍ لَنَا إِذَا أَتَى بِاللهِ دَاهِيَهْ
أَيْنَ هَا لَذَائِذُ إِذَا الْعُيُونُ بَاكِيَهْ
حَيَاتُنَا وَمَوْتُنَا لِمَوْتِهَا مُسَاوِيَهْ
بَلْ بَعْدَهَا يَا صَاحِبِي لَنَا الْحَيَاةُ هَاوِيَهْ
وَمَا ظَنَنْتُ يَا ابْنَتِي أَنِّي أَرَاكِ خَافِيَهْ
وَلَوْ عَلِمْتِ مَا بِنَا مِنَ الْكُرُوبِ الْقَاسِيَهْ
لَمَا هَجَرْتِنِي وَلَا تَرَكْتِنِي لِدَاهِيَهْ
تُرَفِّقِي تَلَطَّفِي تَرَحَّمِي بِسَاجِيَهْ
عَظِي أَبَاكِ وَعْظَةً مُفِيدَةً وَوَافِيَهْ
إِذَا أَتَتْ بِعَيْنِهَا وَخَاطَبَتْ مُوَاسِيَهْ
وَإِنَّمَا أَوْصَتْ بِهِ مِنَ الْعِظَاتِ السَّامِيَهْ
نَصَائِحُ قَدْ رُصِّعَتْ بِالْآيَةِ الْقُرْآنِيَهْ

مرا حال یہ سوزِ غم سے ہوا ہے کہ دل خون ہو کر بہا جا رہا ہے
ہوئیں غم میں تیرے سفید آنکھیں میری کہاں ہے کہاں تو جدا ہونیوالی
اب اس زندگی کی مجھے کیا مسرت جو لائی ہو سر پر بلا کی مصیبت
بغیر اسکے کیا آئے جینے میں لذت رواں ہر دم آنکھوں سے ہے اشکِ حسرت
جیوں یا مروں ہیں یہ دونوں برابر رہی جب نہ دنیا میں وہ نیک اختر
پس مرگِ دختر کہوں کیا میں ہمدم حیات دو روزہ ہے مثلِ جہنم
گماں بھی نہ تھا اسکا اے نیک بیٹی مرے جیتے جی ہائے تو یوں مرے گی
خبر تجھکو ہوتی جو میرے الم کی مرے دردِ دل کی مرے رنج و غم کی
تو ہرگز نہ تنہا مجھے چھوڑ جاتی مرے پاس رہتی مرا غم بھلاتی
دلِ خستہ کو میرے کچھ دے سہارا تلطف، ترحم سراج اب خدارا
کہ اے لختِ دل کچھ پدر کو نصیحت جو ہو درسِ رحمت سراپا ہدایت
یہ میں نے کہا تو وہ پھر پاس آئی تسلی تشفی کی صورت بتائی
وہ پند بلند اور عالی نصیحت گئے اُس نے جو کچھ بطورِ وصیت
سنے قرآں کے وہ مضامین سارے جنہیں کر لیں تسلیم ایمان والے

تَلْعَبُ بِالْقُلُوبِ فَلْ   يَعْمَلْ بِهَا أُنَاسِيَه
فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا   أُنْشِدُهَا كَمَا هِيَه
أَلَا أَلَا أَفِقْ أَفِقْ   أَقُلْ أَنَا عَلَانِيَه
أَمَا قَرَأْتَ يَا أَبِي   أَنَّ النُّفُوسَ فَانِيَه
فَكُنْ صَبُورًا فِي الدُّنَا   عَلَى الْخُطُوبِ الْغَاشِيَه
لِكَيْ تَقُولَ يَا أَبِي   بَعْدَ الْحَيَاةِ الْفَانِيَه
يَا أَهْلَ يَوْمِ الْحَشْرِ هَا   ؤُمُ اقْرَؤُا كِتَابِيَه
فَفِيهِ مَا قَدَّمْتُهُ   مِنَ الْفِعَالِ الْعَالِيَه
إِنِّي ظَنَنْتُ أَنْ أَكُونَ   لَاقِيًا حِسَابِيَه
ثُمَّ لِكَيْ تَكُونَ دَاخِلًا   جَنَّاتًا عَالِيَه
وَتَحْتَهَا تَرَى الْعُيُونَ   وَالنُّهُورَ جَارِيَه
فَاشْرَبْ وَكُلْ بِمَا عَمِلْتَ فِي الْقُرُونِ الْخَالِيَه
رِزْقًا هَنِيئًا سَائِغًا   مِنَ الْقُطُوفِ الدَّانِيَه
وَإِنَّ مَوْتِي يَا أَبِي   مَشِيئَةٌ إِلَهِيَه

جو کچھ جانتی دل ہیں سمجھتے ہیں اب تنبیہ ہو — عمل جن پہ کرنا نہیں لائق بستہ تو
سنو خامشی سے جو میں سن چکا ہوں — عیاں ہو گیا اس کو میں کہہ رہا ہوں
کہا ہوش میں پہلے آپ اپنے آئیں — تو پھر میں کہوں پر ملا ساری باتیں
یہ مضمون قرآن میں تو پڑھا ہے — جو ہے صاحب نفس اس کو فنا ہے
بسر کیجیے آپ صبر و خوشی سے — کروں عرض جو کچھ خیال اس کا رکھیے
کہ میدان محشر میں جس وقت ہم ہیں — تو آپ اہل محشر کو یہ دیں صدائیں
کہ اے حشر والو ادھر آؤ دیکھو — عمل نامہ اچھی طرح میرا پڑھ لو
مرے جتنے اعمال سب ہیں لکھے — خدا کے کرم سے وہ سب اچھے نکلے
مجھے خوف دنیا میں ہر لحظہ یہ تھا — حساب اپنے کاموں کا دینا پڑے گا
تو پھر آپ محشر سے شاداں چلیں گے — بہشت بریں میں اقامت کریں گے
کہ پائیں میں جس کے نہریں رواں ہیں — وہ بہتے ہوئے چشمے لاکھوں جہاں ہیں
خور و نوش کے واسطے پھر ملے گا — صلہ عہد ماضی کے حسن عمل کا
طعام لذیذ اور رزق گوارا — جو کھائیں گے اور ہے کہ خوش دل ہیں پائیں گا
کہوں وجہ کیا اور اپنی قضا کی — مشیت خدا کی تھی مرضی خدا کی

حتى المعاد فانتظر فإنني للاقيه
فلا تنم ولا تنح ولا تكن في الغاويه
فإنها معصية إلى الجحيم داعيه
أما الفئات الباغيه فلن تكون ناجيه
أصغ إليّ آنستي عن المعاصي ناهيه
إن الأناس أجمعين في العصور الماضيه
لما عصوا فأهلكوا فهل لهم من باقيه
فاعص الهوى وارم معا صيه بعين تاليه
ألا ترى عادا أهلكوا بريح عاتيه
كأنهم ببدنهم أعجاز نخل خاويه
في ثمود إذ عتوا كما ترى بالطاغيه
فهذه تذكرة فعوا بأذن واعيه
طوبى لمن يحفظها فإنها لكافيه

محمد احمد الصديقي

کریں حشر تک انتظار آپ میرا — ملوں گی وہاں میں یہ کرتی ہوں عہد

نہ ماتم مرا کیجئے آپ اصلاً — غلط راہ چلئے نہ ہرگز خدارا

یہ رستہ ہے وہ جس پہ چلنا خطا ہے — کہ سوئے جہنم یہ سیدھا گیا ہے

جو قومیں جہاں میں خدا کی ہیں باغی — نجات اُن کی روزِ قیامت نہ ہوگی

مری بات سنئے ذرا گوش دل سے — خطاؤں سے بچئے گناہوں سے بچئے

وہ افراد انساں کے جس قدر تھے — گذشتہ زمانے میں جتنے بشر تھے

خدا کی اطاعت سے جب سرکشی کی — رہا پھر نہ دنیا میں ان میں اک بھی

لہذا گناہوں سے بچتے رہو تم — اور ان کو حقارت سے دیکھا کرو تم

رہے عاد والے جہاں میں نہ باقی — فنا ہو گئے جب ہوا سخت آئی

مٹے اپنے جرموں کے باعث وہ ایسے — درخت آندھیوں میں اُکھڑ جائے جیسے

ثمود اپنے ہاتھوں ہلاکت کو پہنچے — گناہوں میں حد سے بہت بڑھ گئے تھے

یہ پند و نصیحت ہیں قابل عمل کے — سنو گوش دل سے سنو گوش دل سے

خدائے تبارک اسے شاد رکھے — مری اس نصیحت کو جو یاد رکھے

(کتبہ صدیقی کاتب خستہ قلم [illegible])

وقال ایضا

ذَهَبْتُ يَومًا حَزِينًا إلى القُبُورِ البَالِيَه
مُوحِشَةً سَاكِنَةً حَيْثُ تُوتُ سَوَاجِيَهْ
قُلْتُ لِجِيرَانٍ لَهَا وَالعَبَرَاتُ جَارِيَهْ
يَا سَاكِنِي دَارِ البِلَى مُوحِشَةً وَخَالِيَهْ
هَلْ فِيكُمْ مِنْ خَابِرٍ عَنْ نُورِ عَيْنِي البَاكِيَهْ
هِيَ الَّتِي عَاشَتْ مَعِيَ فِي نِعْمَةٍ وَعَافِيَهْ
اَلْآنَ فِي جِوَارِكُمْ مُقِيمَةً وَثَاوِيَهْ
فَلَمْ يُجِيبُونِي فَأُبْتُ بِالدُّمُوعِ الجَارِيَهْ
إِذْ أَضْرَمُوا البُرْكَانَ ثُمَّ أَحْرَقُوا أَكْمَامِيَهْ
يَغْفِرُ اللهُ لَهُمْ وَهَذِهِ دُعَائِيَهْ

:(نامی پریس ۱۲ اشتاد گنج الہ آباد):